افادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ
ضبط و ترتیب : مولانا عبدالقیوم حقانی

صحبتے با اہل حق

دودھ میں برکت کا وظیفہ | ۱۹ر اکتوبر ۸۰ء۔ ایک صاحب نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ بھینس دودھ نہیں دے رہی۔ ارشاد فرمایا۔ مٹی کا ڈھیلا لے آؤ۔ وہ صاحب مٹی کا ڈھیلا لائے۔ حضرت مدظلہ نے مٹی کے ڈھیلے پر دم کرنے کے لئے پڑھنا شروع کیا تو سب حاضرین سے فرمایا کہ سب سورہ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کریں پھر معوذتین اور ان من الحجارۃ تا عما تعملون ۔ سب حاضرین سے پڑھوائیں اور فرمایا کہ سب اس مٹی کے ڈھیلے پر دم کریں۔ احقر کو اس دوران یہ خیال رہا کہ حضرت مدظلہ جس طرح اپنے عام معمولات اور معاملات میں اپنے لئے کسی شخصی امتیاز کا اہتمام نہیں کرتے اسی طرح دم تعویذ میں بھی اپنے لئے کسی شخصی اور انفرادی امتیازات سے حتی الوسع اجتناب فرماتے ہیں۔ بلکہ شخصی امتیاز اور انفرادیت کی جہاں بھی کوئی ادنیٰ جھلک ابھرتی ہے آپ اپنے عمل و کردار اور حسنِ تدبیر سے اس کو دفن کر دیتے ہیں۔ ع

که دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

طلباء میں تعمیری کام کی ضرورت واہمیت | ۸ دسمبر ۷۸ء۔ طالبانِ علوم نبوت کے لئے عموماً اور طلباء دارالعلوم حقانیہ کے لئے خصوصاً تربیتی و اصلاحی تقریبات کے انعقاد اور ان میں تحریری و تقریری صلاحیتیں اجاگر کرنے کے سلسلے میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اہم ہدایات اور تجاویز ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک مولانا عبدالحلیم صاحب دیروی مدرس دارالعلوم حقانیہ حاضر خدمت ہوئے۔

حضرت شیخ مدظلہ نے انہیں دیکھ کر فرمایا۔ اچھا ہوا کہ مولانا بھی تشریف لے آئے۔ طلبہ کے فکری، دینی اور اخلاقی و تربیتی پروگراموں میں مولانا کو بھی ساتھ لے لیں۔ اور مزید ارشاد فرمایا کہ۔

مایوس ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔ اور طلبہ میں مثبت اور تعمیری کام کرنا چاہیئے۔ پھر فرمایا کہ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ جب شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ نے ایک حدیث بیان فرمائی

اذا رایت شحاً[۱] مطاعاً و هوًی متبعاً و دنیاً مؤثرۃ و اعجاب کل ذی رای برایہ

---

[۱] ھو اشد البخل وقیل البخل مع الحرص وقیل البخل فی افراد الامور و احادھا والشح عام وقیل البخل بالمال والشح بالمال والمعروف (حاشیہ ابو

فعلیک یعنی بنفسک ودع عنک العوام[1]

یعنی جب بخل اور کنجوسی مطاع اور متبوع ہو جائے لوگ انفاق فی سبیل اللہ پر بخل، ذخیرہ اندوزی اور زرپرستی کو ترجیح دینے لگیں خواہشات کی پیروی کی جانے لگے۔ نماز کا وقت ہو تو مسجد آنے کی بجائے بازار کو ترجیح دی جائے۔ معاملات اور عام کاروبار زندگی میں، دنیوی مفادات، دین کے تقاضوں پر مقدم ہو جائیں ہر شخص خود کو ذی رائے، عقلمند اور دانا سمجھنے لگے۔ اپنی رائے پر فخر و ناز کرے اور خود کو افلاطون زمانہ سمجھے، حق کو صرف اپنی ہی رائے میں منحصر سمجھے۔ تو ایسے حالات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو " فعلیک یعنی بنفسک ودع عنک العوام " کا لائحہ عمل دیا ہے۔ کہ انسان دوسرے کے پیچھے پڑنے، دوسروں کی اصلاح کرنے کی بجائے اپنی فکر کرے۔ جب ہم نے حضرت شیخ مدنی ؒ سے یہ حدیث سنی تو خوش ہوئے۔ اور میں نے عرض کیا حضرت! اب تو ماشاء اللہ مسئلہ آسان ہو گیا ہے۔ بظاہر یہ دور بھی وہی ہے جس کی حدیث میں نشاندہی کی گئی ہے اب ہم اپنے ذکر و فکر اور اپنی اصلاح کریں گے۔ دوسروں کے درپے نہ ہوں گے۔ حضرت شیخ مدنی ؒ کو یہ بات ناگوار گذری چہرہ اقدس متغیر ہوا۔ اور جلال آمیز لہجہ میں ارشاد فرمایا۔

تمہاری یہ باتیں بے ہمتی اور پست حوصلگی کا پتہ دیتی ہیں اور اپنی پست ہمتی کو حدیث کی اوٹ میں چھپانا چاہتے ہو۔ ارشاد فرمایا۔

ابھی وہ زمانہ نہیں آیا جو اس حدیث کا مصداق قرار پاتا ہے۔ دارالعلوم دیوبند میں دیکھو ہزاروں طلبہ موجود ہیں جو گھر بار چھوڑ کر، آرام و عشرت ترک کر کے، اللہ کی راہ میں جان، مال اور وقت خرچ کر رہے ہیں، سارا دن ادب سے بیٹھے ہماری باتیں سنتے ہیں۔ فرمایا آج کے دور میں بھی، خواص کے علاوہ الحمد للہ عوام بھی دین کی بات سننے اور دینی مواعظ پر کان دھرتے ہیں۔ علماء اور ائمہ مساجد کے درسوں میں شریک ہوتے ہیں۔ اور ان کے ارشادات سے مستفیض ہوتے ہیں شیخ مدنی نے آخر پر اپنے مخصوص محبوبانہ لہجہ میں ارشاد فرمایا۔

بے ہمت اور پست حوصلہ نہ ہو، جلد باز بھی نہ بنو۔ خلق الانسان من عجل۔ دیکھو، دین کے ان مخلص شیدائیوں (طالبان علوم نبوت) میں کام کرو یہ مستقبل میں دینی اور مذہبی رہنما ہیں۔

تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا۔

حضرت شیخ مدنی ؒ نے ہمیں مایوسی سے بچا لیا اور غلط اقدام کی نوبت نہ آئی۔ اور الحمد للہ اب بھی وہی صورت حال ہے۔ اس لئے محنت کرنی چاہیئے۔ دارالعلوم حقانیہ اور ملک کے دیگر بڑی جامعات میں جو سینکڑوں

---

[1] ابو داؤد کتاب الملاحم ص ۲۴۱

طلبہ موجود ہیں۔ ان کی اصلاح وتربیت کی فکر اساتذہ ہی نے کرنی ہے۔ آپ محنت کریں جب تلاش کروگے تو ان پھٹے پرانے کپڑوں اور بوسیدہ لباس میں نشیر خفتہ آپ کو مل جائیں گے۔ آپ کام کریں۔ میں تو اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔ معذور ہوں۔ میں آپ کی کامیابی کی دعائیں کرتا رہوں گا۔ خدا تعالیٰ آپ سب کا حامی اور ناصر ہو۔

بصارت میں برکت کا وظیفہ ۸ر جنوری ۱۹۸۵ء ایک صاحب نے کمزوری نظر کی شکایت کی۔ تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا۔ ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ "یا نور" پڑھ کر ہاتھوں کی انگلیوں پر دم کر کے انہیں آنکھوں پہ پھیر لیا کریں علاوہ ازیں اکابر نے

۱۔ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيد (ق ۲۲)

۲۔ اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيم (نور ۳۴)

پڑھ کر آنکھوں پر دم کرنا ازدیاد بصارت کے لئے مفید بتایا ہے۔

آفات ومصائب سے حفاظت کی ایک دعا ارشاد فرمایا۔ ۸ر جنوری ۱۹۸۵ء۔ حضرت عثمانؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص روزانہ صبح اور شام تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرے تو اسے کسی قسم کی مضرت اور تکلیف نہیں پہنچے گی۔ اور نہ وہ پریشان کن حادثات سے دوچار ہوگا۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو وہ دعا یوں تلقین فرمائی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ [1]	اس اللہ کے نام سے جس کے مبارک نام سے زمین اور آسمان کی کوئی چیز ضرر اور تکلیف نہیں پہنچا سکتی وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے

یہ حدیث جب محدث ابانؒ نے اپنے حلقۂ تلامذہ میں بیان فرمائی تو دوران درس ان کے ایک شاگرد خاص نظر سے گھور گھور کر انہیں دیکھنے لگے۔ محدث ابان ان کے گھور کر دیکھنے کی وجہ سمجھ گئے۔ دراصل دیکھنے والے کے دل میں یہ اعتراض آگیا تھا کہ جب حضرت عثمانؓ سے آپ نے یہ حدیث اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک ارشاد سن لیا تھا تو یقیناً آپ نے اسے اپنے روزانہ کا معمول، وظیفہ بنا لیا ہوگا تو پھر آپ پر فالج کا حملہ کیونکر ہوا۔ جب کہ حدیث میں یہ دعا کے پڑھنے والے کے لئے ہر مصیبت سے حفاظت کی ضمانت ہے۔ جبکہ محدث ابانؒ فالج زدہ تھے۔ محدث ابانؒ نے جواب میں فرمایا:۔

---

[1] جامع السنن الترمذی، سنن ابی داؤد

کہ حدیث بالکل صحیح ہے اور اس میں جو وعدہ ہے وہ برحق ہے۔ میرے ساتھ یوں معاملہ پیش آیا کہ ایک روز کسی معاملہ کی وجہ سے میں غصہ میں تھا اور غصہ مجھ پر اتنا غالب تھا کہ میں یہ دعا پڑھنا بھول گیا۔ اسی روز اس فالج کا حملہ ہوگیا۔ دراصل یہ تقدیر کا فیصلہ تھا۔ چونکہ اللہ کی طرف سے مجھ پر فالج کا حملہ ہونا مقرر تھا اس لئے اس دعا کا پڑھنا بھلا دیا گیا۔

ایک علمی مذاکرہ ۱۵ر جنوری ۱۹۸۵ء۔ قدیم دارالعلوم حقانیہ (مسجد حضرت شیخ الحدیث مدظلہ)

حقائق السنن اور بعض دوسرے اہم مسودات حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سماعت فرما رہے تھے کہ اچانک کراچی کے حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب تشریف لائے۔ سعودی عرب سے مہمان جناب عبدالحنان صاحب اور بعض دوسرے رفقا بھی ان کے ہمراہ تھے جناب عبدالحنان صاحب وہی خوش نصیب ہیں جن کی مساعی اور وساطت سے حجر اسود سے خطوط کا پریشان کن مسئلہ حل ہوا۔

شیخ الحدیث مدظلہ نے قاضی صاحب سے فرمایا۔

آپ ماشاء اللہ باہمت ہیں دینی اور ملی مسائل میں بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ آپ کے حالیہ دینی "دینی پیغام" سے بھی مسرت ہوئی۔ اللہ پاک اجر عظیم سے نوازے۔ میں اولاً تو بے ہمت ہوں ثانیاً ضعف اور پیرانہ سالی ہے دماغ، اعضا، اور جوارح اپنی طبعی عمر کو پہنچ چکے ہیں۔ بینائی کمزور ہے اور پاؤں بھی ساتھ نہیں دیتے۔

حضرت قاضی صاحب نے عرض کیا۔ حضرت! آپ کا محض وجود بھی بہت بڑی غنیمت اور بے پناہ خیر و برکت کا باعث ہے۔

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ فلمّا خرّ تبیّنت الجن ان لّو کانوا یعلمون الغیب مالبثوا فی العذاب المھین۔ ترجمہ :۔ پھر جب وہ گر پڑا معلوم کیا جنوں نے کہ اگر خبر رکھتے ہوتے غیب کی تو نہ رہتے ذلت کی تکلیف میں ؎ کی تفسیر کے دوران فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات اللہ والوں کی بے جان نعش اتنے اہم کام کر جاتی ہے جو زندوں میں ہزار کوشش سے بھی انجام نہیں پاتے۔

حضرت عثمانیؒ لکھتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام جنوں کے ہاتھ سے مسجد بیت المقدس کی تجدید کرا رہے تھے جب معلوم کیا کہ میری موت آپہنچی ہے تو جنوں کو نقشہ بتا کر آپ ایک شیشہ کے مکان میں دربند کرکے عبادت الٰہی میں مشغول ہوگئے۔ جیسا کہ آپ کی عادت تھی کہ مہینوں خلوت میں رہ کر عبادت کیا کرتے تھے اسی حالت میں فرشتے نے روح قبض کر لی۔ اور آپ کی نعش مبارک لکڑی کے سہارے کھڑی رہی۔ کسی کو آپ کی وفات کا احساس نہ ہوا۔ وفات کے بعد مدت تک جن بدستور تعمیر کرتے رہے جب تعمیر پوری ہوگئی تو جس عصا پر ٹیک لگا رہے تھے گھن کے کھانے سے گرا تب سب کو وفات کا حال معلوم ہوا۔ (ع ق ح)

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا، یہ آپ کا حسن ظن ہے اللہ تعالیٰ اس کا اہل بنائے۔

صحت کی کمزوری، عوارض اور امراض کے ہجوم کی وجہ سے جو درس و تدریس اور دینی خدمات کے مواقع کم ہونے جا رہے ہیں۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ناشکری کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ نے جو عظیم نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان کا کما حقہ شکر کب ادا ہو سکتا ہے۔ کہاں ہم گناہ گار اور کہاں اللہ تعالیٰ کی یہ عظیم نعمتیں، مسجد و مدرسہ کی پرکیف ایمانی اور روحانی زندگی، بخاری اور ترمذی کی احادیث پڑھنے اور پڑھانے کی عظیم نعمت اس پر مستزاد۔ بہرحال اب تو اللہ سے یہی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ناشکری معاف فرمائے۔

مجلس جاری تھی حضرت قاضی صاحب موصوف، بعض مہمان فضلاء دارالعلوم کے ایک دو اساتذہ، طلبہ اور حاضرین ہمہ تن گوش تھے۔ اسی سلسلۂ کلام میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک مرتبہ دارالعلوم دیوبند میں اکابر اساتذہ کا اجتماع ہوا۔ مسئلہ زیر بحث یہ تھا کہ ہر سال دورۂ حدیث میں بعض ایسے طلبہ کو بھی داخلہ مل جاتا ہے جو ضابطہ اور بظاہر تعلیمی معیار کے لحاظ سے اس کے اہل نہیں ہوتے لہٰذا داخلہ کے ایام میں ضابطہ کی پابندی اور داخلے کا امتحان لیتے وقت قدرے سختی ضرور ہونی چاہیئے تاکہ ایسے طلبہ کو داخلہ مل سکے جو واقعۃً اس کے اہل اور مستحق ہوں۔ اس موضوع پر جب تمام اکابر علماء اور اساتذہ نے سیر حاصل بحث کی تو آخر میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے جو اس اجلاس میں تشریف فرما تھے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ :۔

اس گئے گذرے دور میں بھی جب ایک طالب علم قانونی ضابطہ کے مطابق موقوف علیہ تک نصاب کی کتابیں پڑھ لیتا ہے اس کے بعد وہ بخاری، ترمذی اور صحاح ستہ کی کتب حدیث پڑھنے کے لئے دورۂ حدیث کے سال دور دراز کی مسافت طے کر کے یہاں آنے کی مشقت اٹھاتا ہے۔ اخراجات برداشت کرتا ہے اور سارے دن درس حدیث میں حاضر رہنے، دوزانو بیٹھے رہنے کی تکلیف اٹھاتا ہے، یہ بھی اس کا بہت بڑا امتحان، داخلہ کا انٹرویو اور ایک قسم امتحان کی سختی ہے جو بہت بڑی غنیمت ہے۔ ایسے ہی طلبہ اور شائقین و مخلصین کے لئے دارالعلوم دیوبند کھولا گیا ہے۔ آخر یہاں امام احمد بن حنبل۔ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی نے تو داخلہ نہیں لینا اور اس دور میں انہیں لاؤ گے کہاں سے۔ اس پر شکر کرنا چاہیئے کہ آج حدیث پڑھنے کے لئے طلبہ تو مل جاتے ہیں۔

جہادِ افغانستان ۱۵ر جنوری ۸۵ء۔ افغان مجاہدین کا ایک بہت بڑا قافلہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ۸۰ سے زائد افراد کی اس جماعت کی قیادت مولانا صدیق اللہ صاحب کر رہے تھے جناب سید رسول معاون۔ جناب اعلیٰ محمد شاہ کماندان۔ جناب عبدالبصیر صاحب امیر بھی ان کے ہمراہ تھے۔ قافلہ کے شرکاء چونکہ کل محاذِ جنگ پر روانگی کا تہیہ کر چکے تھے اس لئے صبح سویرے جناب محمد جان صاحب کے واسطے

سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہونے اور ان سے دعا لینے کی درخواست کی تھی۔ چنانچہ عصر کی نماز حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ہمراہ پڑھی۔

قائد وفد نے جہاد میں کامیابی اور میدانِ کارزار میں پڑھے جانے والے مسنون وظائف اور اذکار کی اجازت چاہی تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے آج بھی سب کو وہی وظیفہ بتایا جو ہمیشہ کا معمول ہے اور الحق میں شائع ہوتا رہا ہے۔ البتہ ایک مزید چیز کا اضافہ فرمایا وہی قارئین کے پیش خدمت ہے۔

ارشاد فرمایا۔ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ اپنے درس میں طلبہ سے فرمایا کرتے تھے کہ جنگ شروع ہونے اور جہاد کی ابتدا میں یہ دعا پڑھا کرو۔ ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔

دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فاضل اور مسجد قبا (سعودی عرب) کے سابق امام جناب مولانا نصر اللہ ترکستانی نے عرض کیا۔ حضرت صحیح ہے میں نے حضرت لاہوریؒ سے یوں ہی سنا تھا۔ یہ میری زمانہ طالب علمی کے درجہ موقوف علیہ کا سال تھا۔ اسی سال جب میں نے آپ سے دورۂ تفسیر کرنے کے لئے مشورہ لیا تو آپ نے حضرت لاہوریؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کی رہنمائی فرمائی تھی۔ اور آپ نے ان کے نام میرے داخلے کا سفارشی خط بھی عنایت فرمایا تھا۔ خط پر آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا تھا "طالب دعا عبدالحق"۔ جب حضرت لاہوریؒ کی ان الفاظ پر نظر پڑی تو بے ساختہ پکار اٹھے۔ "مولانا عبدالحق صاحب سے عرض کر دیجئے گا کہ طالب دعا تو میں ہوں۔ طالب دعا تو میں ہوں۔ طالب دعا تو میں ہوں" بار بار ان کلمات کو وجد کے انداز میں دہراتے رہے۔

افغان مجاہدین کا تذکرہ ہو رہا تھا حضرت شیخ الحدیث نے ارشاد فرمایا۔

جس مجلس میں مجاہدین کا ذکر خیر ہوتا ہو تو وہ مجلس بھی مبارک ہے ایسی مجالس پر اللہ تعالیٰ کے خصوصی انوار تجلیات اور برکات نازل ہوتے ہیں۔ یہ سب مجاہدین کے مخلصانہ عمل جہاد کی عزت افزائی ہے۔ مجاہدین جب شہید ہوتے ہیں تو ان کی روحیں جنت کی حوروں کی گود میں ہوتی ہیں۔ شہداء عذاب قبر، جہنم کی گرمی اور شدت ہول سے محفوظ ہوتے ہیں۔ بغیر محاسبہ کے جنت میں داخل ہوتے ہیں۔

جی چاہتا ہے کہ اپنا سب کچھ، اولاد اور جان تک مجاہدین پر قربان کر دوں۔

پھر مجلس کے اختتام پر وجد آفرین اور والہانہ انداز میں افغانستان کی آزادی اور مجاہدین کی کامیابی کے لئے طویل دعا فرمائی۔

جب مجاہدین کا یہ قافلہ رخصت ہونے لگا تو حضرت نے فرداً فرداً سب کو اپنے دست مبارک سے رقم عنایت فرماتے رہے اور فرمایا ہمارا یہ حقیر نذرانہ بھی قبول کرتے چلئے۔